تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

خیالات کی ہجرت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء:101)

معزز سامعین! جماعتِ احمدیہ عالمگیر کی ایک معروف ادیب اور شاعرہ کا منظوم کلام بعنوان خیالات کی ہجرت گزشتہ دنوں نظر سے گزرا جس کے آخری تین اشعار یہ تھے۔

تیرے ہونٹوں سے سُنتی ہوں جو مَیں نے سوچا
دل سے دل تک یہ خیالات کی ہجرت دیکھی
آج اِس بحرِ محبت میں تلاطم سا تھا
مَیں نے اک اَور ہی انداز میں چاہت دیکھی
غَیر سَو طرح کے محفوظ حِصاروں میں چلے
ہم نے تو مکڑی کے جالے سے حفاظت دیکھی

سامعین! شاعرہ نے اِن اشعار میں بہت سے مضامین بیان کر دئے ہیں جن پر بہت کچھ لکھا اور بولا جا سکتا ہے لیکن آج مجھے اِس وقت صرف "خیالات کی ہجرت" پر آپ حاضرین سے گفتگو کرنا ہے جسے ہم ایک روحانی ہجرت کا نام بھی دے سکتے۔ جو شر سے خیر کی طرف۔ بدی سے نیکی کی طرف۔ بُرائی سے اچھائی کی طرف۔ نفرت سے محبت کی طرف اور نفاق سے اتفاق کی طرف مسلسل سفر کرنے، لگاتار بغیر کسی انقطاع کے روحانی پرواز کا نام ہے۔ بلکہ ایک مومن کی نیکی، تقویٰ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، خلافت سے وابستگی میں ترقی بھی خیالات کی ہجرت ہے۔ ویسے تو عُرفِ عام میں ہجرت ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کا نام ہے، ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو جانے کا نام ہے، ایک ملک اور وطن کو چھوڑ کر دوسرے ملک اور وطن میں آباد ہو جانے کا نام ہے۔ لیکن آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور ہجرت کا ذکر بھی فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو تمام ظاہری و باطنی بُرائیوں سے دور رہے (الحدیث)

اس روحانی ہجرت و پرواز اور خیالات کی ہجرت کا ذکر ہمیں قرآن و احادیث کے علاوہ بزرگوں کی کتب میں بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ (الذاریات:51) پس تیزی سے اللہ کی طرف دوڑو۔

ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے اِس ہجرت کی فضیلت اور برکت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے جس کی تلاوت مَیں اپنی تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر اس حالت میں موت آ جاتی ہے۔ تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہے۔"

اس آیت کے مطابق ہر مومن ہر وقت مہاجر ہے جو اللہ کی طرف روحانی ہجرت کر رہا ہے اور لقائے باری تعالیٰ کے حصول اور اس کی خاطر سعی کرتے ہوئے نیکیاں بجالاتے ہوئے اس کو قضاء و قدر آ لیتی ہے اور وہ فوت ہو جاتا ہے۔ اس ناطے اس کا اجر اللہ پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی بار مومنوں کی ایک صفت بیان کر کے اس کے اجر کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے سورہ البقرہ آیت 219 اور سورہ التوبہ آیت 203 میں فرمایا کہ
”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔“

اب اس آیت میں اور دیگر اس جیسی آیاتِ کریمہ میں ہجرت اور جہاد کا ذکر ہے اور اگر صرف مادی ہجرت اور جہاد کا مطلب لے لیا جائے تو وہ ہر مومن کو میسر نہیں آتی اور یوں وہ اس اجر اور ثواب سے محروم رہ جائے گا جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ یہاں روحانی معنی ہی لینے ہوں گے کہ ایسے مومن جو ہر وقت لقائے باری تعالیٰ کا سفر جاری رکھتے ہیں۔ بدیوں کے ڈیرے چھوڑ کر نیکیوں کے علاقے میں آنے کے لئے ہجرت کر رہے ہیں اور احکاماتِ الٰہیہ پر اموال و نفوس کی قربانی کر کے ان پر قدم مارنے کے لئے ہر وقت مجاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا خدا کے نزدیک بلند درجہ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔

سامعین! احادیثِ مبارکہ میں بھی اس روحانی اور خیالات کی ہجرت کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے تو آپؐ نے فرمایا مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ کہ جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو چھوڑ دینا۔

(سنن ابوداؤد جلد اول کتاب الصلوٰۃ)

ایک اَور موقع پر ہجرت کے بارے یہی سوال جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے تو فرمایا: اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ کہ ان چیزوں کو ترک کرنا جو تیرے رب کو ناپسند ہیں۔ نیز فرمایا ہجرت دو قسم کی ہے ایک حاضر کی اور دوسری مسافر کی یعنی دور رہنے والے کی اور دور رہنے والے کی ہجرت یہ ہے کہ جب اُسے بلایا جائے تو لبیک کہے اور جب کوئی حکم دیا جائے تو فوراً اطاعت کرے اور حاضر کی ہجرت بہت بڑی آزمائش ہے اور اجر کے لحاظ سے بھی افضل ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 160)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوْءَ فَاجْتَنِبَهٗ کہ جس نے بُرائیوں سے ہجرت کی اور ان سے مجتنب رہا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 215)

پھر روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ہجرت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ جب مَیں کسی جگہ یا قوم یا جہاں کہیں بھی ہوں یا موت کے بعد آپ کی طرف ہجرت کس طرح ہو تو فرمایا کہ ”ہجرت یہ ہے کہ تُو تمام ظاہری و باطنی فواحش یعنی بُرائیوں سے دُور رہے یا کنارہ کشی اختیار کرے (اَنْ تَهْجُرَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ) اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے۔ پھر تم مہاجر ہو خواہ تم اس حالت میں مر بھی جاؤ۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 226)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے یہ روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک اعرابی کے ہجرت کے بارے میں پوچھنے پر فرمایا کہ
”ہجرت کا مقام تو بہت عظیم ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا ہاں جی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ان کی زکوٰۃ دیتے ہو؟ جواب دیا ہاں جی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ سمندروں سے ورے تو کوئی بھی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر میں سے کوئی بھی کمی نہیں کرے گا۔ یعنی ہجرت صرف ملک چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ نیکیوں کو اختیار کرنا اور بُرائیوں سے بچنا اصل ہجرت ہے۔“

(سنن ابو داؤد کتاب الجھاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے ساتھ مزید فرمایا کہ ”جس شخص نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر ہجرت کی اس کی خوشنودی کے لئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کر دیا تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہوگی۔“

(بخاری کتاب الایمان باب النیۃ فی الایمان)

اس حدیث میں بھی خواہشات اور جذبات اور خیالات کی قربانی کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ کو اعمال میں نمونہ بنانے اور مقدم رکھنے کی ہدایت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''ہجرت کبھی ختم نہ ہوگی جب تک کہ توبہ ختم نہ ہو اور یہ نہ ختم ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔''

(سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب الھجرۃ)

اس ارشاد نبویؐ میں دراصل امام مہدی کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے دوسرے لفظوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ اور قرآن میں بیان فرمودہ احکامات پر تعمیل کا روحانی سفر اور ہجرت جاری ہے۔ توبہ کے ذریعہ روحانی ہجرت کی وجہ سے ایک مومن کا جو نیا جنم ہوتا ہے اور نئی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''جب تم بیعت کرتے ہو تو یاد رکھو ایک وطن کو چھوڑتے ہو اور اسی کا حقیقی نام توبہ ہے اور رجوع اس وطن کو چھوڑ کر دوسرے وطن کی طرف ہجرت کا نام ہے۔''

بیعتِ توبہ اور ہجرت کے تعلق کو ایک موقع پر آپؑ نے یوں بیان فرمایا۔

''اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ اُس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اُسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے، وہ گلیاں کوچے، بازار سب چھوڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور، اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔'' ایک موقع پر رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ کے ترجمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''خدایا! پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 26)

اعمال صالحہ سے ہجرت کر کے اپنے گرد جمع ہونے والوں کو ''اصحاب الصفہ'' قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تُو اُن سے بدخُلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو **اصحاب الصفہ** کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے''

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 72)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی کو گزشتہ گزری ہوئی گھڑی سے بہتر قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (الضحیٰ:5)

اس آیت میں اسی روحانی سفر کا ذکر ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بڑی تیزی سے فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت کو کئی دفعہ اس روحانی ہجرت کی طرف بلایا۔ ایک موقع پر مادی اور روحانی ہجرت میں اس فرق کو واضح فرمایا کہ مادی ہجرت میں بسا اوقات انسان اپنے وطن یا شہر میں واپس لوٹ آتا ہے لیکن روحانی ہجرت تو مسلسل نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کا نام ہے۔ یہ موت چاہتی ہے اور موت کے بعد انسان واپس نہیں آیا کرتا۔ حضورؒ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مَیں پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں اور جب پیچھے مُڑ کر دیکھتا ہوں تو بہت گہرائی نظر آتی ہے۔

مادی اور روحانی ہجرت میں فرق کے حوالہ سے حضورؒ فرماتے ہیں۔

''اے پاکستان سے ہجرت کرنے والو! تم جہاں کہیں بھی ہو خواہ جرمنی میں ہو یا فرانس میں یا ہالینڈ یا پولینڈ یا امریکہ یا افریقہ یا دوسرے ممالک میں ہو۔ یاد رکھو! ایک ہجرت تو ہو گئی اور اس ہجرت سے جو خدا نے وعدے فرمائے تھے پورے کر دیئے۔ تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا کہ اس ہجرت کے نتیجے میں تمہیں تنگیاں نہیں بلکہ وسعتیں عطا کی گئی ہیں اور خدا نے ایک بھی وعدہ نہیں جو ٹال دیا ہو ہر وعدہ ہجرت کی برکتوں کا تمہارے ساتھ پورا کر دیا۔ پس اب پوری مستعدی کے ساتھ، کامل

مستعدی کے ساتھ وہ ہجرت کرو جو بدیوں کے ملک سے نیکیوں کے ملک کی طرف ہوا کرتی ہے۔ لیکن یہ وہ ہجرت ہے جس کے بعد لوٹ کر جانا نہیں ہے جس کے بعد مُڑ کر دیکھنا نہیں ہے کہ کن لوگوں، کن بدلوگوں سے ہم نے نجات پائی ہے، کن دوستوں کو چھوڑا ہے، کن تعلقات سے روگردانی کی ہے، کن عزیز آرام گاہوں کو ترک کر کے آئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مثال مَیں نے اس لئے پیش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کے عین مطابق یہ مثال ہے کہ جب چھوڑتے ہو تو بالکل چھوڑ جاؤ، بھول جاؤ، کہ تم کہاں رہا کرتے تھے، کس دنیا میں بستے تھے۔ وہ سب آرام تج کر دو اور ایک نئی زندگی میں داخل ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ جس خدا نے دنیوی ہجرت کے نتیجے میں اپنے کئے گئے وعدے تمہاری توقعات سے بھی بڑھ کر پورے فرمائے وہ تمہاری روحانی ہجرت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تم پر موت نہیں آئے گی جب تک تمہارا دل تسکین سے نہ بھر جائے جب تک وہ سب لذتیں سینکڑوں گُنا زیادہ عطا نہ کی جائیں جن لذتوں کو خدا کی خاطر تم نے چھوڑا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ہجرت آپ کریں تو سب دنیا آپ کے ساتھ ہجرت پر تیار ہو گی۔ یہی وہ ہجرت ہے جو انسانی زندگی کا آخری مقصد ہے۔"

(خطبہ جمعہ 23 اگست 1996ء)

خاک کو مٹھی میں بھر کے دیکھیں گے
زندگی کیا ہے مر کے دیکھیں گے

حضرات! مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا کہ مرنے سے پہلے فنا ہو جاؤ، میں بھی اِسی روحانی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ جو ایک قسم کی روحانی پرواز بھی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مومن بندے کی تشبیہ ایروپلین Aero Plane سے دی ہے۔ جو اپنی پرواز میں بلندیوں کی انتہا کو چھُوتا ہوا منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے۔ اس لئے ایک مومن بندے میں وہ تمام خاصیتیں ہونی چاہئیں۔ جو ایک ایروپلین میں ہوتی ہیں، جیسے ایروپلین کبھی اکیلا نہیں اڑا کرتا اپنے پیٹ میں بے شمار لوگوں کو ساتھ لے جاتا ہے۔ بعینہٖ ایک مومن کو چاہئے کہ اصلاحِ نفس اور خیالات کی اِس ہجرت کے اس سفر میں اپنے عزیز و اقارب، خاندان اور افراد جماعت کو ساتھ لے کر چلے۔ خود بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کے قرینے سیکھے اور اپنی اولاد کو بھی سکھائے۔ خود بھی نمازی بنے اور اولاد کو بھی بنائے اور اخلاق فاضلہ سے بھی متّصف کرے۔

ہوائی جہاز جب چلنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو اس کا ویکیوم Tight کر دیتے ہیں یعنی جہاز Air Tight ہو جاتا ہے۔ کوئی ہوا یا کوئی چیز یا کوئی بد اثرات باہر سے اندر نہیں جا سکتے۔ اگر کوئی چیز اندر جائے گی تو نقصان دہ ثابت ہو گی۔ اسی طرح ایک مومن کو بیرونی بد اثرات سے محفوظ رہنا چاہئے۔ کوئی بُرائی یا گناہ یا بُری بات اس میں داخل نہ ہو۔ مومن کی روحانی پرواز کے دوران اگر یہ جسم کے اندر داخل ہو گئیں تو نقصان دہ ہوں گی۔

ویسے تو ہوائی جہاز کی اَور بھی بہت سی خاصیتیں ہیں جو تمام کی تمام ایک مومن کو اپنی روحانی پرواز میں مدنظر رکھنی چاہئے۔ لیکن تمام کا ذکر یہاں مشکل ہو گا۔ صرف ایک اور کا ذکر کر دیتا ہوں کہ ہوائی جہاز پرواز کے لئے تیاری کے بعد جب اپنی Base چھوڑتا ہے تو آہستہ آہستہ رینگتا ہوا ایک خاص مقام پر جا کر چند لمحوں کے لئے رُکتا ہے خواہ وہ چند سیکنڈ ہی کیوں نہ ہو، پھر Take Off کر جاتا ہے۔ جو عام گاڑیوں کے طریق کار سے جدا طریق ہے۔ ایک گاڑی جب چلتی ہے تو انجن کے گرم ہونے کے ساتھ رفتار بھی تیز ہوتی جاتی ہے۔ جبکہ جہاز ایک جگہ رک کر پھر پرواز بھرتا ہے۔ وہ دراصل اپنی سمت متعین کرتا ہے اور پختہ عزم اور مضبوط ارادوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ بعینہٖ ایک مومن کو اپنی مختلف روحانی پروازوں کے لئے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ایک جگہ پر ذہنی طور پر کھڑا کر کے اپنا جائزہ لے۔ اپنا محاسبہ کرے کہ مَیں جن امور کو اپنائے ہوئے ہوں وہ دینی ہیں یا جن امور کو مَیں اپنانے جا رہا ہوں ان کے بارہ میں دینی تعلیم کیا ہے۔ گویا ہمیشہ اپنی سمت درست رکھے اور اپنا پلّو جھاڑ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف اپنا سفر جاری رکھے۔ چونکہ آج اس روحانی پرواز میں ایک انسان کو اور ایک مومن کو بار بار بطور مسافر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ اور وہ ہے بھی حقیقت میں مسافر۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"مَیں خود ایک مسافر کی طرح ہوں۔ جہاں آرام ملتا ہے تھوڑا سستا لیتا ہوں پھر تازہ دم ہو کر اپنے سفر کو جاری رکھتا ہوں۔"

سامعین! اس میں ایک بہت بڑا سبق اَور بھی ہے۔ سفر کرتے وقت اور سفر پر جاتے وقت سفر کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے سفر کی تیاری کی جاتی ہے۔ زادِ راہ لیا جاتا ہے۔ ہم نے مسافروں کو دیکھا ہے بالخصوص جہاز کا سفر کرنے والے کو کہ وہ اپنے ساتھ بہت ہی اہم اور ضروری مگر محدود سامان رکھ سکتے ہیں اور زائد سامان جس کو Excess Luggage کہتے ہیں اپنے سامان سے الگ کر دیتے ہیں اور ہلکا پھلکا ہو کر سفر کے لئے روانہ ہوا جاتا ہے۔ بعینہٖ روحانی سفر کے لئے اخلاقِ سیئہ جیسے جھوٹ، بخل، بدگمانی، حسد، غیبت، خیانت، چوری اور عیب جوئی وغیرہ ایک مومن کے Excess Luggage's ہیں۔ جن کو اپنے اصل سامان یعنی اخلاقِ حسنہ سچائی، امانت، ایثار،

حُسن ظنی، شکر، عفو، عدل و احسان، پاک دامنی وغیرہ سے الگ رکھنا ہے اور لغویات اور دنیا کی بے رویوں کے بوجھ، تنازعات کے بوجھوں سے ہلکا ہو کر اپنا روحانی سفر جاری و ساری رکھنا ہے۔ اسی روحانی پرواز کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

جِسْمِیْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا

يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

کہ میرا جسم تو شوق کے غلبہ کی وجہ سے تیری طرف اڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔

انسان کی زندگی میں اپنی سمت درست کرنے، اپنا محاسبہ کرنے اور نئے عہد باندھنے کے کئی مواقع آتے ہیں۔ جیسے رمضان ہے۔ شمسی اور ہجری ہر دو کیلنڈروں کے آغاز ہیں۔ جمعہ کا دن ہے۔ شوریٰ بھی ہو سکتی ہے۔ طالب علم کے لئے نئی کلاس کا پہلا دن ہے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل ایک انسان جو مسافر بھی ہے کے لئے پختہ عزم، عہد باندھنے کے یہ دن ہیں۔ جس طرح ہر بڑے شہر سے باہر ایک زیرو پوائنٹ Zero Point ہوتا ہے جہاں پہنچنے سے پہلے یا پہنچ کر درست، چھوٹا راستہ اپنے منزل مقصود کے لئے اپنایا جاتا ہے۔ بعینہٖ انسان کی زندگی کی مختلف شاہراہوں کا ایک زیرو پوائنٹ ہے۔ ایک Road Map ہے جہاں انسان کو ذرا رک کر تھوڑا سا آرام کر کے نئے ایندھن کے ساتھ، نئے جذبہ کے ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے اور اپنی سمت درست کرنے کا موقع ملتا ہے اور ایک مومن کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ کون سا چھوٹا، مختصر Short Cut ہے جس پر چل کر لقائے باری تعالیٰ حاصل ہو سکتا ہے اور اپنی روحانی منزل مقصود پر پہنچا جا سکتا ہے۔

سامعین! لوگ کہتے ہیں کہ زندگی ایک سہانا سفر ہے۔ دینی نکتہ نگاہ سے کفار اور غیر مومنوں کے لئے تو سہانا سفر ہو سکتا ہے مگر مومنوں کے لئے تو قید خانہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّنْيَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةٌ لِلْكَافِرِ مومن کو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے اوپر موت وارد کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کی حقیقی لذت سے آشنا ہونے کے لئے اپنے اوپر سختی وارد کرنی پڑتی ہے۔ راتوں کو نرم اور گرم بستر چھوڑ کر اللہ کے دربار میں حاضری دینی پڑتی ہے اور "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ" کے لئے سختی کے دَور میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ عبادُ الرحمٰن بننے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کو خیر باد کہہ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خواہشات اور جذبات کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے اور گناہوں، بدیوں اور لغزشوں سے دوری حاصل کرنے کی سعی مسلسل بالآخر ایک مومن کو تمام آلائشوں سے پاک نومولود بچے کی طرح اپنے ربِ اعلیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوتی ہے۔ اِس وقت اِس مومن کی کیفیت ایک ایسے لٹھے کی چادر جیسی ہوتی ہے جو دھوبی سے دُھل کر آئی ہو جس پر بدی یا گناہ کا کوئی داغ اور دھبہ نہ ہو جو اپنی آنکھوں کو بھی بھلی لگے اور دوسروں کی آنکھوں کو بھی بھائے۔

ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃُ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جب سے خلافت کے مبارک منصب پر فائز ہوئے ہیں تب سے دنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب وخواتین کو بدیاں ترک کرنے اور نیکیاں اپنانے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ تاہم پاک صاف ہو کر نہا دھو کر اُجلے دُھلے لباس یعنی لباس تقویٰ کے روحانی سفر میں ایک منزل کے بعد دوسری منزل میں داخل ہوں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کا ذکر موصوف شاعرہ نے اپنے اِس شعر میں کیا ہے۔

تیرے ہونٹوں سے سُنتی ہوں جو مَیں نے سوچا

دل سے دل تک یہ خیالات کی ہجرت دیکھی

کہ حضرت صاحب کے مبارک ہونٹوں سے جو الفاظ سنتے ہیں وہ اتنے پُر اثر ہوتے ہیں کہ تمام دنیا میں نیک خیالات کی ہجرت نظر آتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ دنیا بھر کے 214 ممالک میں بسنے والے کروڑوں احمدی اُن خیالات کے مہاجر ہیں جو حضرت خلیفۃُ المسیح کے خیالات وجذبات ہیں کیونکہ حضرت خلیفۃُ المسیح ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کے لئے اپنے ٹی وی کے سامنے آکر بیٹھنا بھی روحانی سفر ہے اور ہمارے پیارے امام ہمیں روحانی فلائیٹ پر لے کر جا رہے ہوتے ہیں۔ ہم مسجد مبارک اسلام آباد میں نمازِ جمعہ ادا کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃُ المسیح جب خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے مسجد میں داخل ہونے لگتے ہیں تو مسجد میں موجود تمام نمازی اور مقتدی سیدھے ہو کر قبلہ رُخ ہو کر اِس طرح بیٹھ جاتے ہیں جیسے فلائیٹ پر جانے کے لئے ہم چوکس ہو کر سِیٹ بیلٹس باندھ لیتے ہیں اِسی طرح روحانی پائیلٹ کی آمد پر ہم سب چوکس ہو جاتے ہیں کہ ابھی خلیفۃُ المسیح ہمیں روحانی فلائیٹ پر لے کر جانے والے ہیں۔

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✲✲✲✲